فقہ حنفی کی نشر واشاعت کے اسباب وعوامل

(۲/۲)

از: عبید اختر رحمانی

۵- فقہ حنفی کی اپنی خصوصیات

فقہ حنفی کی ایک مزید خصوصیت یہ ہے کہ وہ صیقل شدہ ہے۔ یعنی حکومت اور کار قضاء اس کے ہاتھ میں ہونے کی وجہ سے پیش آمدہ مسائل کا حل اس نے پیش کیا ہے اور لوگوں کو جو مختلف طرح معاملات پیش آتے ہیں، اس میں رہنمائی کی ہے۔ تیرہ صدیوں سے وہ تجربات کی بھٹی میں تپ تپ کر کُندن ہو چکی ہے، اس معاملے میں اگر کوئی دوسری فقہ اس کے ساتھ شریک ہوسکتی ہے تو وہ صرف فقہ مالکی ہے۔

فقہ مالکی اور فقہ حنفی کے تقابل میں فقہ حنفی کو ایک امتیاز یہ حاصل ہے کہ فقہ مالکی کا دائرۂ کار صرف اندلس اور ان کے اطراف ہی رہے ہیں، جہاں کی تہذیب ومعاشرت ایک جیسی ہے۔ جب کہ فقہ حنفی نے مختلف الاذہان اور مختلف ممالک وقبائل کو اپنے سانچے میں ڈھالا ہے۔ ایک جانب اگر وہ عراق اور دارالسلام بغداد میں حکومت کا سرکاری مذہب ہے تو اسی کے ساتھ وہ ترک اور روم میں بھی کار قضاء وافتاء انجام دے رہا ہے۔ اگر ایک جانب چینی مسلمان فقہ حنفی کے حلقہ بگوش ہیں تو دوسری طرف ہندی مسلمان بھی، اسی کے دائرہ اطاعت میں داخل ہیں۔

بلاخوف تردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اگر کوئی مذہب اور مسلک تجربات کی بھٹی میں تپ تپ کر کندن ہوا ہے تو وہ صرف فقہ حنفی ہے۔ اگر فقہ حنفی میں جان نہ ہوتی تو وہ تاریخ کے اتنے رگڑے نہیں سہہ سکتی تھی۔ وہ اب تک زندہ ہے پائندہ ہے تو یہ اس کی نافعیت اور تاریخ کی کسوٹی پر ثابت ہونے والی صداقت ہے۔

اس سلسلہ میں یہ بتادینا شائد نفع سے خالی نہ ہوگا کہ حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی نوراللہ مرقدہ یہ کہتے تھے کہ فقہ حنفی اور مالکی تعمیری فقہ ہیں اور فقہ شافعی وحنبلی تنقیدی ہیں اور اس کی توجیہ وہ

یہ کرتے تھے:

''لوگ جانتے ہیں کہ حنفی اور مالکی فقہ کی حیثیت اسلامی قوانین کے سلسلہ میں تعمیری فقہ کی ہے اور شافعی و حنبلی فقہ کی زیادہ تر ایک تنقیدی فقہ کی ہے۔ حنفیوں کی فقہ کو مشرق اور مالکی فقہ کو مغرب میں چوں کہ عموماً حکمتوں کے دستوالعمل کی حیثیت سے تقریباً ہزار سال سے زیادہ مدت تک استعمال کیا گیا ہے؛ اس لیے قدرتاً ان دونوں مکاتبِ خیال کے علماء کی توجہ زیادہ تر جدید حوادث وجزئیات وتفریعات کے ادھیڑبن میں مشغول رہی۔ بخلاف شوافع وحنابلہ کے کہ بہ نسبت حکومت کے ان کا زیادہ تر تعلیم وتعلّم، درس وتدریس اور تصنیف وتالیف سے رہا؛ اس لیے عموماً تحقیق وتنقید کا وقت ان کو زیادہ ملتا رہا''۔ (شاہ ولی اللہ نمبر ص ۲۰۰)

(یہاں پر یہ بتادینا ضروری ہے کہ فقہ حنفی نے اجتہاد وتقلید کے مابین ایک مناسب خط کھینچا ہے جو افراط وتفریط سے عاری اور اعتدال وتوازن پر مبنی ہے۔ انھوں نے ایک جانب عوام پر مجتہدین کی تقلید کو ضروری قرار دیا تو دوسری جانب پیش آمدہ مسائل کی رہنمائی کے لیے اجتہاد فی المذہب کے باب کو مفتوح رکھا؛ کیونکہ واقعات وحوادث بے شمار ہیں اور کوئی شخص کتنا ہی ذہین کیوں نہ ہو؛ لیکن وہ تمام پیش آمدہ واقعات اور اس کی جزئیات نہیں بتا سکتا، لہٰذا اس کی ضرورت باقی رہتی ہے کہ اجتہاد فی المذہب کا سلسلہ جاری رہے۔)

فقہ حنفی کی ایک اور خصوصیت جو اس کو دیگر فقہ سے ممتاز کرتی ہے، یہ ہے کہ امام ابویوسف، امام محمد اور امام زفر اگرچہ خود اپنی جگہ مجتہد مطلق تھے؛ لیکن ان کے اقوال بھی امام ابوحنیفہ کے اقوال کے ساتھ ہی کتابوں میں ذکر کیے گئے ہیں، لہٰذا یہ سب مل ملا کر فقہ حنفی ہوگئے ہیں۔ جس کی وجہ سے فقہ حنفی کا دائرہ بہت وسیع ہوگیا ہے۔ شیخ ابوزہرہ اس تعلق سے لکھتے ہیں:

''صرف امام ابوحنیفہ کے اصحاب وتلامذہ کے افکار وآراء ہی ان کے اقوال سے مخلوط نہیں ہوئے؛ بلکہ آگے چل کر لوگوں نے ان میں ایسے اقوال کو بھی داخل کردیے، جو امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب سے منقول نہ تھے۔ ان میں سے بعض اقوال کو حنفی مسلک سے وابستہ سمجھا گیا اور بعض کو نہیں۔ بعض علماء نے کچھ اقوال کو راجح اور کچھ کو مرجوح قرار دیا۔ اس طرح اختلاف وترجیح میں اضافہ ہوتا رہا اور یہ سب کچھ بڑے دقیق اور محکم قواعد پر مبنی تھے۔ اس طرح فقہ حنفی میں وسعت پیدا ہوئی اور اس کا دامن اتنا وسیع ہوگیا کہ اس میں زمانہ کے لوازمات اور عام حالات کا ساتھ دینے کی صلاحیت پیدا ہوئی''۔ (حیات حضرت امام ابوحنیفہ ص ۲۴۷)

آگے چل کر شیخ ابوزہرہ لکھتے ہیں کہ فقہ حنفی کی ترقی کا باعث تین عوامل ہوئے:

۱- حنفی مذہب کے دائرہ کے مجتہد اور تخریج مسائل کرنے والے فقہاء

۲- امام صاحب اور آپ کے اصحاب سے منقول اقوال کی کثرت

۳- تخریج مسائل کی سہولت اور مخرجین کے اقوال کا معتبر ہونا

۶- داعیان دین کی کوششیں اور کاوشیں

یہ بھی تاریخی حقیقت ہے کہ سلطنت عباسیہ کے خلفاء حنفی مذہب سے ارادت اور عقیدت رکھتے تھے۔ سلطنت عباسیہ کے قاضی اور چیف جسٹس وغیرہ حنفی ہوا کرتے تھے۔ یہ حکومتیں کفر کی سرزمین پر لشکرکشی کیا کرتی تھیں۔ اسلامی تعلیمات سے متاثر ہوکر ہزاروں افراد اسلام لے آتے تھے۔ ان نومسلموں کو اسلامی تعلیمات سکھانے کی ذمہ داری قاضیوں کی ہوا کرتی تھی۔ یہ قاضی چونکہ خود بھی حنفی ہوتے تھے؛ لہٰذا ان کو مسائل فقہیہ کی تعلیم بھی فقہ حنفی کے مطابق دیا کرتے تھے۔ اس طرح رفتہ رفتہ تھوڑے ہی عرصہ میں فقہ حنفی نے ایک بڑی اور وسیع جگہ پیدا کرلی۔ بالخصوص نومسلمین تمام کے تمام فقہ حنفی سے ہی وابستہ ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ ان نومسلمین قبائل میں سے آگے چل کر جنھوں نے سلطنت وحکومت کی باگ ڈور سنبھالی۔ جیسے کہ سلجوقی، مغل، آل عثمان وغیرہ۔ وہ سب کے سب بھی حنفی ہوئے۔ اس کے علاوہ بھی دیگر داعیانِ دین جنھوں نے انفرادی طور پر دعوت دین کا علم بلند کیا وہ بھی زیادہ تر حنفی تھے۔

جب چنگیز خان کی قیادت میں تاتاریوں نے عالم اسلامی کو روند دیا تو اس وقت عالم اسلام زوال کا شکار تھا۔ اور ایسا لگتا تھا کہ اس کے دن پورے ہوچکے ہیں؛ لیکن خدا کی رحمت جوش میں آئی اور فاتحین نے مفتوحین کے مذہب کو قبول کرلیا۔

چنگیز خان کی حکومت اس کے بیٹوں میں تقسیم کردی گئی تھی۔ چنگیز کے بڑے بیٹے کی نسل جوجی خان میں سے برکہ خان نے اسلام قبول کیا، اس طرح کہ اس کو خود اسلام کی طرف رغبت ہوئی اور اس نے مسلم تاجروں سے اس کے حوالے سے پوچھا اور اسلام قبول کرلیا اور اپنے چھوٹے بھائی کو بھی اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔

چنگیز خان کا پوتا قازان بن ارغوان امیر توزون کی تلقین سے ان کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوا۔ چنگیز خان کے خاندان کی تیسری شاخ جو بلاد متوسطہ پر قابض تھی، اس میں سے تیمور خان نے ایک مسلم داعی شیخ جمال الدین کاشغر کے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا۔ (بحوالہ تاریخ دعوت وعزیمت

ص ۳۳۱)

حقیقت یہ ہے کہ مغل اور ترک تمام کے تمام حنفی گزرے ہیں اور اس کی وجہ یہی ہے کہ انھوں نے جن کے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا وہ سب حنفی تھے، لہٰذا اس اثر سے انھوں نے بھی فقہیات میں حنفی مسلک کو اپنایا۔

اسی طرح ہم ہندوستان میں دیکھیں کہ حضرات صوفیاء کرام کے وجود باجود سے ہندوستان میں اسلام کی نشر واشاعت ہوئی۔ صرف خواجہ اجمیری کے تعلق سے بعض مورخین نے لکھا ہے کہ 90 لاکھ افراد حلقہ بگوش اسلام ان کی وجہ سے ہوئے۔ پھر ان کے خلفاء اور مریدین نے دور دراز کے مقامات پر جس طرح اسلام کو پھیلایا، وہ تاریخ کا حصہ ہے۔

سیر الاولیاء کے مصنف حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور ان کے خلفاء کی کاوشوں کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ملک ہندوستان اپنے آخری مشرقی کنارہ تک کفر وشرک کی بستی تھی۔ اہل تمرد انا ربکم الاعلیٰ کی صدا لگا رہے تھے۔ اور خدا کی خدائی میں دوسری ہستیوں کو شریک کرتے تھے اور اینٹ، پتھر، درخت، جانور، گائے کو سجدہ کرتے تھے۔ کفر کی ظلمت سے ان کے دل تاریک اور مقفل تھے۔ سب دین وشریعت سے غافل، خدا وپیغمبر سے بے خبر تھے۔ نہ کسی نے قبلہ کی سمت پہچانی۔ نہ کسی نے اللہ اکبر کی صدا سنی، آفتاب اہل یقین حضرت خواجہ معین الدین کے قدم مبارک کا یہاں پہنچنا تھا کہ اس ملک کی ظلمت نور اسلام سے مبدل ہوگئی۔ اور ان کی کوشش وتاثیر سے جہاں شعائر شرک تھے، وہاں مسجد ومحراب ومنبر نظر آنے لگے۔ جو فضاء شرک کی صداؤں سے معمور تھی، وہ نعرۂ اللہ اکبر سے گونجنے لگی۔ اس ملک میں جس کو اسلام کی دولت ملی اور قیامت تک جو بھی اس دولت سے مشرف ہوگا۔ نہ صرف وہ بلکہ اس کی اولاد در اولاد نسل در نسل سب ان کے نامہ اعمال میں ہوں گے اور اس میں قیامت تک جو بھی اضافہ ہوتا رہے گا اور دائرہ اسلام وسیع ہوتا رہے گا۔ قیامت تک اس کا ثواب شیخ الاسلام معین الدین حسن سنجری کی روح کو پہنچتا رہے گا''۔ (سیر اولیاء ص ۴۷، بحوالہ تاریخ دعوت وعزیمت ص ۲۸-۲۹)

سیر الاقطاب کے مصنف لکھتے ہیں:

''ہندوستان میں ان کی وجہ سے اسلام کی اشاعت ہوئی اور کفر کی ظلمت یہاں سے کافور ہوئی''۔ (سیر الاقطاب ۱۰۱)

یہ صرف صوفیانہ خوش عقیدگی نہیں ہے؛ بلکہ دیگر مورخین نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے۔ ابوالفضل آئین اکبری میں لکھتا ہے:

''اجمیر میں عزلت گزریں ہوئے اور اسلام کا چراغ بڑی آب وتاب سے روشن کیا اور ان کے انفاسِ قدسیہ سے جوق در جوق انسانوں نے ایمان کی دولت پائی''۔(آئین اکبری، سرسید ایڈیشن ص ۲۷۰، بحوالہ تاریخ دعوت وعزیمت ص ۳۰)

یہ سب صوفیائے کرام چونکہ حنفی تھے، لہٰذا نو مسلم بھی فقہ حنفی سے ہی وابستہ ہوئے۔

برصغیر ہندوپاک میں کس طرح اسلام پھیلا۔ اس پر پروفیسر آرنلڈ کی کتاب ''پریچنگ آف اسلام'' کا مطالعہ کیا جائے۔ ہم اس مختصر مضمون میں کچھ اشارے کر دیتے ہین بالخصوص ہندوستان کے تعلق سے۔

کشمیر جو برہمنوں کا گڑھ تھا، اس کو سید علی ہمدانی نے اپنی دعوتی کوششوں سے اسلام کے مرکز میں تبدیل کر دیا اور اس طرح تبدیل کیا کہ آبادی کا توازن ہی بالکل الٹ دیا۔ جہاں کبھی برہمن اکثریت میں تھے، اب وہ اقلیت میں آگئے۔ سید علی ہمدانی حنفی تھے، لہٰذا ظاہر سی بات ہے کہ ان کے اثر سے اسلام قبول کرنے والے بھی فقہ حنفی سے وابستہ ہوئے۔

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نے جس طرح ہندوستان میں اسلام کی نشر واشاعت کی۔ اس کے بارے میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں:

''سلسلۂ چشتیہ کی بنیاد ہندوستان میں پہلے ہی دن سے اشاعت وتبلیغ اسلام پر پڑی تھی۔ اور اس کے عالی مرتبت بانی حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے ہاتھ پر اس کثرت سے لوگ مسلمان ہوئے کہ تاریخ کے اس اندھیرے میں اس کا اندازہ لگانا بھی مشکل ہے''۔(تاریخ دعوت وعزیمت جلد سوم)

پنجاب کے مغربی صوبوں کے باشندوں نے خواجہ بہاء الحق ملتانی اور بابا فرید پاک پٹن کی تعلیم سے اسلام قبول کیا۔ یہ دونوں بزرگ تیرہویں صدی عیسوی کے قریب خاتمہ اور چودھویں صدی عیسوی کے شروع میں گزرے ہیں۔ بابا فرید گنج کے بارے میں مصنف نے لکھا ہے کہ انھوں نے سولہ قوموں (برادریوں) کو تعلیم وتلقین سے مشرف بہ اسلام کیا۔ (پریچنگ آف اسلام)

اس کے علاوہ تمل ناڈو کے بارے میں آتا ہے کہ وہاں نویں صدی میں ایک بزرگ مظہر نامی آکر بسے تھے اور ان کے ساتھ ۹۰۰ مریدین تھے۔ انھوں نے وحشیوں کو زیر بھی کیا اور اپنے

اخلاق وکردار سے ان کو اسلام کی جانب مائل بھی کیا۔ بنگال وبہار میں بھی اسلام کی شاعت صوفیاء کرام ہی کے زیر اثر ہوئی۔ اور یہ بات مخفی نہیں ہے کہ صوفیاء کرام میں سے تمام کے تمام حنفی تھے، لہٰذا ان کے وابستگان بھی فقہ حنفی سے وابستہ ہوئے۔

انڈونیشیا اور ملیشیاء میں حنفیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ جب کہ وہاں پر کوئی لشکر کشی نہیں ہوئی، وہاں تاجروں کے ذریعہ اسلام پھیلا۔ گمان غالب یہ ہے کہ یہ تاجر بھی حنفی ہوں گے اور ان کے اثر سے اسلام قبول کرنے والوں نے فقہ حنفی کو اپنایا ہوگا۔

یہ اگرچہ انتہائی مختصر جائزہ ہے؛ لیکن اس سے اتنی بات ثابت ہورہی ہے کہ صوفیاء کرام اور داعیان دین کا فقہ حنفی کی نشرواشاعت میں اہم کردار ہے۔

۷- حکومت وسلطنت کا اثر

عمومی طور پر مورخین نے بھی فقہ حنفی کے قبولِ عام اور اقطارِ عالم میں پھیلنے کا ایک سبب حکومت وسلطنت کی سرپرستی قرار دیا ہے۔ اور امام ابویوسف کے عباسی سلطنت میں قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) بننے کو بڑی وجہ قرار دیا ہے۔

ابن حزم لکھتے ہیں:

مذھبان انتشرا فی بدء امرھما بالریاسة الحنفی بالمشرق والمالکی بالاندلس (وفیات الاعیان ۲/۲۱۶)

دو مذہب ابتداء میں حکومت کی سرپرستی کی وجہ سے پھیلے مشرق میں حنفی اور اندلس میں مالکی مذہب۔

ابن خلدون لکھتے ہیں:

''امام ابوحنیفہ کے ماننے والے آج عراقی، سندھی، چینی، ماوراء النہر اور تمام عجمی شہروں کے مسلمان ہیں؛ کیونکہ ان کا مذہب خصوصیت سے عراق اور دارالسلام کا مذہب تھا اور سرکاری مذہب کو ہی زیادہ مقبولیت حاصل ہوتی ہے''۔

حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ اس ضمن میں لکھتے ہیں:

وَکَانَ اشھرَ اَصْحَابه ذکرا اَبُو یُوسُفَ تولّٰی قَضَاءَ الْقُضَاۃِ اَیَّامَ ھَارُونِ الرشید فَکَانَ سَبَبًا لظُھُور مذْھبه وَالْقَضَاء بِهِ فِی اقطارِ الْعِرَاقِ وخراسان وَمَا وَرَاءِ النَّھر (الانصاف فی اسباب الاختلاف ص ۳۹)

اس سے انکار نہیں کہ یہ بھی فقہ حنفی کے نشرواشاعت کا ایک سبب ہے؛ لیکن اسی کو مکمل سبب قرار دینا، نہ صرف امام ابوحنیفہ اوران کے شاگردوں کے کارناموں کے ساتھ ظلم ہے؛ بلکہ ان تمام فقہائے احناف کے ساتھ ظلم ہے، جنہوں نے اپنی پوری زندگی فقہ حنفی کی خدمت میں لگادی۔

دورحاضر میں یہ ایک طرفہ تماشا ہے کہ کچھ لوگ حنفیوں کی کثرتِ تعداد پرتو فوراً ان آیتوں کی تلاوت شروع کردیتے ہیں، جن میں اکثریت کو گمراہ بتایا گیا ہے؛ لیکن اسی کے ساتھ پورے تن من دھن سے اپنی جماعت کی تکثیر کی بھی کوشش کرتے ہیں اوراس کثرت کے حصول میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے۔

یہ بھی کسی لطیفہ سے کم نہیں ہے کہ ہمارے کچھ مہربان فقہ حنفی کی نشرواشاعت کے تمام اسباب وذرائع کو نگاہ میں رکھنے کے بجائے، بس ایک ہی راگ الاپتے رہتے ہیں کہ فقہ حنفی کے پھیلنے میں سلطنت وحکومت کا کام ہے۔ان سے بس اتنا سا سوال ہے کہ چلو فقہ حنفی کے انتشار وشیوع میں توسلطنت وحکومت کا ہاتھ ہے؛ لیکن آپ اپنی غیرمقلدیت کی توسیع واشاعت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ کی تمام تراچھل کود کیا صرف پٹرول اورریال کی مرہون منت نہیں ہے؟ وہ راز اب راز نہیں؛ بلکہ طشت ازبام ہوکر شہرت عام سے فائز المرام ہوچکا ہے۔

مستشرقین کا یہ عمومی الزام رہا ہے کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے؛ لیکن مستشرقین خود یہ بھول جاتے ہیں کہ عیسائیت کس طرح پھیلی ہے، اس کا جواب اکبرالہ آبادی نے بڑا ہی اچھا دیا ہے۔وہ کہتے ہیں:

یہی کہتے رہے تیغ سے پھیلا اسلام
یہ نہ ارشاد ہوا توپ سے کیا پھیلا ہے؟

فقہ حنفی کو حکومت کی مخالفت کا سامنا

یہ شاید بہتوں کو معلوم نہ ہو کہ فقہ حنفی پر سرکاری ظلم واستبداد بھی خوب ہوئے ہیں۔ دیگر مسالک اس سے بہت حد تک بچے رہے ہیں۔

اندلس وغیرہ میں فقہ حنفی رواج پذیر تھی؛ لیکن وہاں کے سلطان نے شاہی استبداد سے کام لے کر فقہائے احناف کو اپنی مملکت سے جلاوطن کردیا۔مقدسی احسن التقاسیم میں بعض اہل مغرب کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

”ایک مرتبہ سلطان کے سامنے دونوں فریق جمع ہوئے سلطان نے پوچھا: امام ابوحنیفہ

کہاں کے ہیں؟ کہا گیا: کوفہ کے۔ پھر اس نے پوچھا: امام مالک کہاں کے ہیں؟ جواب دیا گیا: مدینہ کے۔ تو اس نے کہا: ہمارے لیے صرف امام دارالہجرت کافی ہیں۔ اس کے بعد اس نے تمام فقہائے احناف کو ملک سے باہر نکل جانے کا حکم دے دیا اور کہنے لگا میں اپنی سلطنت میں دو مذہب پسند نہیں کرتا''۔ (احسن التقاسیم)

مصر میں فقہ مالکی شافعی اور حنفی سبھی موجود تھے؛ لیکن فاطمی حکمرانوں کے دور میں صرف فقہ حنفی کو وہاں کے حکام نے نشانہ بنایا۔ اور اس کی وجہ سیاسی تھی؛ کیونکہ فقہ حنفی سلطنت عباسیہ کا سرکاری مذہب تھا اور عباسی خلفاء اور فاطمی حکمرانوں میں ہمیشہ چپقلش رہتی تھی، دونوں دینی سیادت وقیادت کے دعویدار تھے۔ ایک سنیوں کا نمائندہ تو دوسرا شیعوں کا نمونہ تھا۔ اسی وجہ سے فاطمی حکمرانی کے دور میں جو طویل عرصہ تک ممتدرہا۔ فقہ حنفی کو نشانہ بنایا گیا۔

اسی طرح فارس یعنی موجودہ ایران پورا کا پورا فقہ حنفی پر عمل پیرا تھا؛ لیکن ایک جانب وہاں صفوی خاندان کے حکمرانوں نے شیعیت کی ترویج میں جم کر حصہ لیا تو دوسری جانب سلطنتِ عثمانیہ سے چپقلش کی وجہ سے ایرانی حکمرانوں نے حنفیوں پر زندگی تنگ کردی اور ان کو ہر طرح سے ستایا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ شہر اور بلاد وامصار جو کبھی فقہائے احناف کے گڑھ ہوا کرتے تھے، ویران اور سنسان ہوگئے۔ اور فارس جو کبھی علمی رہنمائی میں اسلامی دنیا کا نقیب اور رہنما تھا علمی تنزلی سے ایسا دوچار ہوا کہ کل تک جو زمانہ کے امام تھے، وہ غیروں کے پیروکار بن گئے۔

ہم نے یہ کچھ وجوہ اس لیے بیان کیے ہیں، تاکہ فقہ حنفی کے شیوع اور قبولِ عام کے تعلق سے مخالفانہ پروپیگنڈہ کرنے والے اپنے نظریات پر سنجیدگی سے غور کریں اور سمجھیں کہ مورخین کے چند بیانات کو جس طرح وہ اپنی دلیل بنائے ہوئے ہیں، وہ اس موضوع کے موضوعی اور غیر جانبدارنہ مطالعہ میں کہاں تک درست اور باصواب ہے۔ اللہ ہم سب کو اپنی مرضیات پر عمل کرنے کی توفیق دے! (آمین)

❀ ❀ ❀